ایک مہینہ تعظیم علم کے نام

بقول غالبؔ ؎ ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود بیں

پھر اگر 'علم' فیض بخش نہ ہوتا تو انسان کیا ہوتا؟ علم سے ممتاز و مشرف حضرت آدمؑ سے خاتمؐ تک اور خاتمؐ سے آخرالزماںؑ تک علم کی فیض رسانی کا چشمہ ہی تو نظر آتا ہے۔

حضرت آدمؑ کو ملکوتی پیشانیوں کا مسجود بنانے کی مصلحت قدس جو بھی ہو اس سے علم کی اہمیت وعظمت ضرور ظاہر ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے، ماہِ رواں یعنی رجب (اگر غلطی نہیں ہے، تو رجب کے لفظی معنی تعظیم ہوتے ہیں) علم کی تعظیم کے نام ہے کیونکہ اسے علم کی کئی پائندہ وتابندہ نشانیوں سے نسبتیں ہیں۔ نسبتوں کا خیال ہم نہ رکھیں گے تو کون رکھے گا؟ ہمارا زمان ومکان، حرکت وسکون سب بقول آئنس ٹائن اضافی (نسبتی) ہیں۔

اس مہینے کی ۲۷ویں تاریخ علم کی پہلی اور آخری، اور سب سے بڑی، توانا ترین نشانیؐ کے ذریعہ سب سے بڑے ربانی منصب کا 'چارج' لینے کی یادگار تاریخ ہے۔ وہیں اس کی شب بھی اسی علمی نشانی کی معراج یعنی علم وحکمت کی ممکنہ عروج، 'قاب قوسین او ادنیٰ' والی منزلِ قرب اور وجوب وامکاں کے ناز و نیاز کے نکتۂ کمال سے منسوب ہے۔ (یہاں یہ بھی قابل غور ہے کہ آئنس ٹائن کے مشہور ومعروف نظریۂ اضافیت/Theory of Relativity کے مطابق نور کی رفتار سے وقت کی بہ نسبت ہمارا وقت 'صفر' ہوجاتا ہے۔ یعنی ہمارے لحاظ سے 'صفر' وقت میں نور کی رفتار سے جسم کا وقت کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد بھی حضورؐ کی جسمانی معراج میں کسی معقول شبہ کی گنجائش؟) ۱۳/رجب اسی علمی نشانی شہرِ علم وحکمت کے باب کے کھلنے اور لامکاں سے منسوب مکان امکان کی دیوار میں در ہونے کی یادگار ہے۔ یہ باب علم وحکمت مسلم دانشوری کی سب سے مضبوط علامت وامانت ہے۔ یکم رجب کو اس پانچویں علمی امانت سے نسبت ہے جسے دنیا علم کا کھولنے اور شگفتہ کرنے والا (باقر العلومؑ) کہتی اور مانتی ہے۔

اس مہینہ سے برابر کی المناک یادیں بھی وابستہ ہیں۔لیکن وہ بھی علمی حوالہ سے اہم ہیں۔ ۲۵؍رجب ایک زبردست علمی علامت وارث صادق کی قیدخانۂ ہارون میں جاں بحق ہونے کی تاریخ ہے۔ یہ بھی بڑا علمی تاریخی المیہ ہے کہ اس ہارون کو تاریخ نے علم دوست لکھاہے جس کا تاریخی قید ستم اس علمی علامت اور وارث صادق امانت کی وفات کا سبب ہوا ؎

مولا پہ انتہائے اسیری گزر گئی زندان میں جوانی و پیری گزر گئی

یہ اسیری دراصل سامراج کے ہاتھوں علم کے روایتی قید و بند کی زبردست اور بولتی ہوئی تاریخی علامت ہے پھر یہ اسیری ۲۶؍رجب کے اس یوم حزن کی تاریخ دہراتی ہے جو قوی ترین محسنِ علم یعنی شہر و بابِ علم وحکمت کے محسن ومحافظ ومربی کا روز وفات ہے۔ یہ وہ المیہ تھا کہ رحمۃ للعالمینؐ نے اس سال کو ہی 'عام الحزن' قرار دے دیا۔

وہیں ۲۸ رجب اسلام جیسے مذہب علم وحکمت کا سب سے بڑا، جامع وموثر علمی مظاہرہ کربلا کی تاریخ کا افتتاحیہ ہے۔ کربلا اپنے میں اندھیر ڈبوئی، سسکتی کراہتی مسلم دانشوری کے دوبارہ راہ احیا پر لانے کا افتتاحیہ ہے۔ ادھر ۱۴؍رجب اس غیرمعمولی علمی شخصیت کا روز شہادت ہے جو یوں تو پردہ دار 'عالمہ غیر معلمہ' اور پردہ میں رہ کر فیضان علم کا چشمہ رواں رہی مگر وقت پڑنے پر قوی ترین محسن علم کی یہ پوتی اور کربلا کی سب سے بزرگ پیغام بر وہ پرزور خطبہ 'ظلم شکن' اور انقلاب آفریں علمی وعرفانی خطبہ دیتی ہے کہ وقت کے سب سے بڑے شہنشاہ کی ساری شیخی کو ہوا کر دیتی ہے، ایسے کہ ستم ایجاد بنیاد ظلم ہل ہل ہی نہیں جاتی بلکہ چرمرا کر پوری طرح ڈھ جاتی ہے۔

(اب تک مذکور ہر تاریخ 'بروایتے' ہے، اس کی تحقیق نہ راقم الحروف کے بس میں ہے، نہ ہی ان صفحات کا تقاضا)

رجب کی ان یادگار تاریخوں میں کچھ آخر آخر ایک اور تاریخ ۱۹؍رجب شامل ہوجاتی ہے جو ہندوستان کے حوالہ سے ایک قوی ترین فیض پناہ علمی دستخط غفران مآبؒ کے ارتحال پرملال کا دن ہے۔ ان کا بنا کردہ امامباڑہ تاریخ عزا میں نہ صرف نمایاں، زندہ بڑا نام بن گیا بلکہ ان کی آخری اور ابدی (یادگار) خواب گاہ بنا جس کا جوار اتنا مقبول وآباد ہوا کہ بے شمار یادگار زمانہ علمی شخصیتیں یہیں کی ہوکر رہ گئیں۔ عتبات عالیات کے بعد یہ یادگار 'علمی آبادی' غالباً سب سے بڑی اور سب سے مضبوط ہے۔

(م۔ر۔عابد)